بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بہما کتاب اللہ وسنتی

اخبار اہلحدیث

امرتسر (پنجاب)

جلد ۲۳ - مدیر - ابوالوفاء ثناء اللہ - نمبر ۴۹

شرح قیمت اخبار

والیان ریاست سے سالانہ ۔ صہ
رؤسا و جاگیرداران سے ۔ للعہ
عام خریداران سے ۔ صہ
ششماہی ۔ عہ
ممالک غیر سے سالانہ ۱۰ شلنگ

اجرت اشتہارات

کا
فیصلہ
بذریعہ خط وکتابت ہوسکتا ہے

جملہ خط وکتابت وارسال زر بنام مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ (مولوی فاضل) مالک اخبار اہلحدیث امرتسر ہونی چاہئے

اغراض ومقاصد

(۱) دین اسلام اور سنت نبی علیہ السلام کی اشاعت کرنا۔
(۲) مسلمانوں کی عموماً اور اہلحدیثوں کی خصوصاً دینی اور دنیوی خدمات کرنا۔
(۳) گورنمنٹ اور مسلمانوں کے باہمی تعلقات کی تقویت کرنا۔

قواعد وضوابط

(۱) قیمت بہرحال پیشگی آنی چاہئے۔
(۲) جواب کیلئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہئے
(۳) مضامین ومراسلہ جات پسندیدہ درج ہونگے نا پسند بغیر ٹکٹ آنے پر واپس۔
(۴) جس ماہ سلسلہ شروع کیا جائیگا وہ ہرگز واپس نہ ہوگا۔
(۵) بیرنگ خطوط واپس ہونگے۔

امرتسر - ۳۰ - ربیع الاول ۱۳۴۵ھ مطابق ۸ - اکتوبر ۱۹۲۶ء یوم جمعۃ المبارک

فہرست مضامین

غزنوی نزاع

دربار سعودی میں

نمبر ۲

گذشتہ نمبر میں ذکر ہوچکا ہے کہ سلطان ابن سعود (ایدہ اللہ) نے مولوی عبدالواحد صاحب غزنوی کے فریاد کرنے پر علماء نجد، مصر، شام اور ہندوستان کے سامنے ہم دونوں فریقوں کو بلایا اور فرمایا کہ مجھے آپ کی نزاع سے صدمہ ہے۔ بہتر ہے کہ اس مجلس میں جو گفتگو ہو وہ باہر نہ جائے۔

اس سلطانی نصیحت پر مولوی عبدالواحد صاحب غزنوی نے یہ عمل کیا کہ آپ نے مجھ سے پہلے لاہور میں پہنچتے ہی بجائے صحیح واقعات کے غلط واقعات شائع کئے جن کا ثبوت نمبر اول میں دیا گیا ہے۔ آج ایک اور خط اس ثبوت میں پیش کرتا ہوں کہ مولوی غزنوی صاحب نے غلط بیانی میں کوئی کمی نہ کی۔ اور سلطان ابن سعود کی نصیحت کو بالائے طاق رکھ دیا۔

منشی عبدالخبیر لاہور سے امیر کوٹلہ میں اپنے ماموں منشی محمد وحید صاحب کو خط لکھتے ہیں۔ اس میں لکھا ہے کہ

"مولوی عبدالواحد صاحب جمعہ کو تشریف لائے جمعہ کے روز بعد نماز جمعہ تمام حال بیان کیا فرمایا مولوی ثناء اللہ صاحب کو امیر صاحب (سلطان ابن سعود) نے فرمایا کہ مولوی عبدالواحد صاحب اور آپ عالم ہیں پروردگار کے حکم کے مطابق کرنا چاہئے۔ مولوی عبدالواحد صاحب فرماتے مولوی ثناء اللہ نے نہ مانا۔ امیر صاحب نے اُٹھا دیا۔"

یہ خط ۱۷۔ اگست کا لکھا ہوا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ اس خط میں لکھا ہے یقیناً ستو تاریخ سے پہلے کا بیان ہے۔ حالانکہ میں ۲۰-۲۱ کی درمیانی شب کو ۱۱ بجے امرتسر پہنچا۔

میری غرض اس سے یہ ہے کہ بعض اصحاب جو

اس نزاع سے بیزاری کا ہر گز سبب نہیں کہ اب میں فریق ثانی کے شریک کار ہیں ۔ اپنی تبدیلی کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ سفر حج سے واپس آ کر ثناءاللہ نے بنا کی ہے ۔ میں یقیناً کہتا ہوں کہ وہ غلط گوئی کے دھوکہ میں آ گئے ہیں ۔ میرے پیش کردہ ثبوتوں کے بعد بھی وہ فریق ثانی کے شریک کار رہے تو میں کہوں گا۔

سوالات مکرر ثقہ کو انکے تفصیل

اس غلط بیانی کے ساتھ ہی ایک اور حاجی ایلاہی صاحب کا بیان بھی سن لیں ۔

حکیم خدابخش صاحب ملتان سے بغرض دریافت حال لکھتے ہیں ۔

"مولوی عبدالتواب صاحب ملتانی کے فرزند نے بیان کیا کہ مولوی ثناءاللہ صاحب کا معاملہ جب سلطان کے پیش ہوا تو میں موجود تھا ان کی تفسیر کے اغلاط پر علماء نجد سے غور سے نظر کی ۔ انجام میں یہ فیصلہ ہوا کہ سلطان نے فرمایا کہ توبہ کر مولوی صاحب نے توبہ سے صاف انکار کر دیا ۔ اس پر سلطان سخت رنجیدہ ہو کر اٹھکر چلا گیا اور علماء نجد مولوی صاحب کے چاروں طرف نرغہ کر کے بیچ سے مولوی صاحب کو زدوکوب کرتے رہے تھے ۔ تب مولوی صاحب لاالٰہ الا اللہ کہتے جاتے تھے ۔ توبہ نہیں کی علماء نجد نے فتوے لگایا ان کو امام نہ بنایا جائے اتنے میں سلطان نے کہا اگر تم جاہل نہ ہوتے تو میں قتل کر دیتا ۔ پس اسکے بعد معاملہ پیش نہیں ہوا ۔"

اس گواہ کا بیان سنکر مجھے حیرت ہوئی کہ سوائے ہم تین ہندوستانیوں (مولوی عبدالواحد مع فرزند اور خاکسار) کے چوتھا ہندوستانی کوئی نہ تھا ۔ یہ گواہ کیسے کہتا ہے کہ میری موجودگی میں معاملہ پیش ہوا ۔ آخر خدا نے میری حیرت رفع کرنے کا سامان یوں پیدا کیا کہ جناب مولانا ابو محمد عبدالحق صاحب امام اہلحدیث ملتان مع مولوی ملک عبدالعزیز ملتانی کے تشریف لائے ۔ اور انہوں نے حالات دریافت کر کے مجھے خط لکھا جس میں ایک فقرہ یہ بھی ہے ۔

"... کہ وہی اسمٰعیل غزنوی نے مولوی عبدالتواب ملتانی کے لڑکے کے متعلق کہا کہ وہ جھوٹ بولتا ہے اس پر شدت سے انکار کیا اور کہا اگر وہ میرا موافق ہونا دعوٰی ہے تو میں جھوٹ میں بھی اسکی تصدیق نہیں کرتا ۔"

اللہ اکبر

حاجی اور جھوٹ ؟ هذا بهتان عظيم

اسوقت ہمارے سامنے جتنے بیان آئے ہیں خواہ بذریعہ خطوط یا بذریعہ اخبار ان سب روایات کا مرجع مولوی عبدالواحد صاحب غزنوی کا بیان ہے جس کو میں افسوس کے ساتھ مقدس کذب بیانی کے سوا دوسرا نام نہیں دے سکتا ۔

یہ بیان تو ناظرین نے سن لیا ۔ بہت سے احباب خواہش کرتے ہیں کہ اصل گفتگو کیا ہوئی وہ ہم کو سنائی جائے ۔ اس لئے بمجبوری اصل گفتگو بادل ناخواستہ یہاں درج کیجاتی ہے ۔

دربار شاہی

قبل پڑھنے گفتگو کے ناظرین اپنے ذہن میں یہ بات بٹھالیں کہ کسی مجلس کی گفتگو یا مسجد میں گفتگو اور دربار شاہی میں گفتگو ان سب گفتگوؤں کی طریق جدا جدا ہیں ۔ دربار شاہی کے آداب مجلس بہت زیادہ قابل لحاظ ہوتے ہیں ۔ اور جو بادشاہ ایسے فریقین میں فیصلہ یا مصالحت کرانا چاہے جو دونوں اس کی رعیت نہ ہوں بلکہ محض ہمدردی سے ان کے معاملہ میں دخل دے اسکا رویہ بالکل غیر جانبدارانہ ہوتا ہے ۔ بس اس اصول کو ملحوظ رکھکر مندرجہ ذیل گفتگو سنئے اور اندازہ لگائیے کہ دربار شاہی کے لائق یہ گفتگو ہے یا وہ جو فریق ثانی نے شائع کی ہے ۔

نوٹ ۔ خدا کی حکمت کو وہی جانتا ہے ۔ میری طرف سے خاموشی میرے حق میں مفید ثابت ہوئی ۔ فریق ثانی نے جو بیان اخبار اہل سنت میں شائع کرایا اُس میں میرے بیان کی تصدیق ملتی ہے خواہ کسی طریق سے ہو ۔ اسلئے اخبار مذکور میں سے تصدیقی فقرے میں حاشیہ پر نقل کروں گا جس سے ناظرین کو تسلی ہوگی کہ اصل مضمون میں دونوں فریق متفق ہیں ۔

سلطانی دربار میں گفتگو

۲۶ ۔ ذی الحجہ کو صبح ۳ بجے عربی ٹائم (ہندوستانی ۹ بجے) ہم فریقین کو بلایا ۔ شیخ عبدالعزیز عتیقی پرائیویٹ سکرٹری سرکار نے اندر دیوان میں ہم فریقین کو بٹھا کر لیگئے ۔ جاکر دیکھا کہ دربار میں حضرات ذیل تشریف فرما ہیں ۔

سلطان اعظم ۔ شیخ سید رشید رضا مصری ۔ شیخ عبداللہ بن بلیہد قاضی القضاۃ نجدی ۔ شیخ عبداللہ بن حسن امام حرم نجدی ۔ شیخ محمد بن عبداللطیف نجدی ۔ شیخ بہجۃ البیطار خطیب دمشق ۔ شیخ محمد ابو زید مصری ۔ شیخ محمد بن بشیر ۔ ہم تینوں (مولوی عبدالواحد صاحب غزنوی ۔ مولوی اسمٰعیل فرزند ش مع خاکسار) بھی اُن میں شریک ہو گئے

سلطان اعظم ۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ برادران اہلحدیث ہند میں کچھ اختلاف ہے اسلئے میں نے آپ لوگوں کو بلایا ہے تاکہ باہمی مصالحت ہو جائے ۔

اسوقت سلطان اعظم کے پاس شیخ رشید رضا مصری بالکل قریب بیٹھے تھے اور کتب مصنفہ قاضی عبدالاحد خانپوری اُن کے سامنے رکھی تھیں ۔ غزنوی جو میں اسی غرض کیلئے عربی میں ترجمہ کرائی تھی مطبوعہ اُن دونوں کے سامنے موجود تھی ۔ باقی اصحاب سب فاصلہ پر بیٹھے تھے ۔

میں ۔ میں نے کہا کیا مجھے اجازت ہے کہ میں کچھ عرض کروں ؟

سلطان ۔ ہاں ۔

میں ۔ میں نے سلطان اعظم اور شیخ مصری کو سامنے کھڑے ہو کر مندرجہ ذیل تحریر پڑھی ۔

حضرة الامام !

انا قد نقمت بحول الله وقوته كتبا كثيرا في الرد على مخالفي الاسلام والرد على مخالفي سنة النبي عليه السلام -

والفت تفسيرا (تفسير القرآن بكلام الرحمن) التزمت فيه ان افسر القرآن بشهادة القرآن اصبت فيه ام اخطأت الله اعلم وما ابرئ نفسي ان النفس لامارة بالسوء فكتب الخوان رسالة الاربعين بالعتبى ... فيها ... على ...

بجا لاتا ہے - وہ سوائے ہادی برحق صلعم کے کسی کی اتباع نہیں کرتا۔ اور دوسرے اسکی اقتدا کر کے اسکے برابر درجہ حاصل کر کے وہی کام کرنے لگتے ہیں - اور متبع رسول اللہ صلعم ہو جاتے ہیں -

کافر کی کیفیت یہ ہے کہ وہ ہر شخصیت کی اتباع کرتا ہے اور جب ناکامی ہوتی ہے تو دوسرے کی طرف رجوع کرتا ہے - اسکی نظر میں مادی قوت قابل اتباع ہے - وہ شہرت و جاہ پسند ہوتا ہے - وہ زر پرست ہوتا ہے - وہ خواہش کا بندہ ہوتا ہے - اور ایسے ہی لوگوں کو اپنی رہنمائی کیلئے انتخاب کرتا ہے اور دن بدن قعر ذلت سے نزدیک ہوتا جاتا ہے -

مسلمان میں ہمت و استقلال اور شجاعت خاصہ اسلامی ہوتی ہیں - کیونکہ وہ ہر کام اللہ تعالےٰ کیلئے کرتا ہے - اور وہ سوائے خدا کے کسی سے نہیں ڈرتا - مگر کافر میں یہ خواص ناپید ہوتے ہیں کیونکہ اسکا بھروسہ ان چیزوں پر ہوتا ہے جو فانی ہیں -

مسلمان تمام عالم کیلئے رہنما ہے کیونکہ وہ ہدایت یافتہ ہے اور اس کا کام ہدایت پھیلانا ہے - اسی لئے اسمیں شجاعت - استقلال اور ہمت کا ہونا لازمی ہے کہ بغیر ان صفات کے ہدایت کا نشر محال اور ناممکن ہے -

پس اے برادران اہلحدیث! کیا وجہ ہے کہ توحید کے پھیلانے میں، تبلیغ اسلام میں تم سب سے پیچھے ہو - تم دوسروں کے پیچھے کیوں چلنا چاہتے ہو - تم اپنے عقائد کی اشاعت میں کیوں جھجکتے ہو - تم ہر کام میں پیش پیش کیوں نہیں - تمہاری نظر ہر وقت مصلحت پر کیوں ہے - کیا تم کو اپنے عقائد و دین میں شبہ ہے کہ تم مردانہ وار میدان میں آتے ہوئے گھبراتے ہو - یا تمہارا عمل فرمان الٰہی اور ارشاد نبوی علےٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر نہیں ہے کہ تم میں روح زندگی پیدا ہوتی -

اگر تم حق پر ہو تو ہمت و شجاعت کہاں گئی - اگر راہ راست پر ہو تو سب سے آگے کیوں نہیں - اگر متبع خیر الانام صلعم ہو تو شہداء علی الناس کیوں نہیں - کوئی وجہ تم بتاؤ گے کہ جن کا لحاظ تم کرتے ہو - جن کا ساتھ تم دیتے ہو - ان کو تم اپنا رہنما کیوں نہ مانیں جن کو تم بھی مان رہے ہو اور دن بدن راہ حق سے الگ جا رہے ہو - چھوڑ دو اہلحدیثیت اور سواد اعظم جو آجکل ہے جس کا ساتھ دے رہے ہو اس میں گم ہو جاؤ - اس تفرقہ سے کیا فائدہ ورنہ اپنی فوقیت اور امتیاز عمل سے ثابت کرو کہ حقیقت میں تم اہلحدیث ہو بھی یا نام ہی نام ہے - والسلام

(خادم الاسلام محمد عبد الغفار الخیری عفا اللہ عنہ از دہلی)

(قادیانی مشن)
شہاب ثاقب بر مسیح کاذب

گذشتہ پرچہ میں ہم نے شائع کیا ہے کہ مرزا صاحب مولوی سعد اللہ لودھیانوی مرحوم کو "ابتر" کہتے تھے اب اُن کا بیٹا مرا تو مرزائیوں نے گھی کے چراغ جلائے یہ سمجھ کر کہ اب تو مولوی سعد اللہ کا نام لیوا کوئی نہ رہا لہٰذا حسب پیشگوئی مرزا صاحب ابتر مرے ہیں - اگرچہ کیا خبر تھی کہ نعلی محمد حسین ثنائی بحیات سعد مرحوم کی پوتی کی اولاد ہمارے مقابل میں آکھڑی ہوگی -

چنانچہ آج میاں عبد الکبیر نواسہ مرحوم کا مضمون درج کیا جاتا ہے -

نوٹ:- مضمون بہت لمبا اور مصالحہ دار تھا مگر تیزی میں دلی کی مرچوں سے بھی بڑھ گیا تھا - اسلئے اُس کو موافق طبع اہلحدیث نرم کرنا پڑا - راقم مرزا صاحب اور مرزائیوں کی روش کا خیال نہ کیا کریں بلکہ اہلحدیث کی روش کا خیال رکھا کریں - یعنی دلی میں پنجابیت کو رواج نہ دیں - (مدیر)

مجھ کو انجمن احمدیہ خدام الاسلام قادیان کے "ٹریکٹ ابتر" کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ میں اس کی تردید کروں - میری حیرانی کی کوئی انتہا نہیں رہتی جب قادیانی امت کو مرزا صاحب قادیانی کی نبوت ثابت کرنے پر ایڑی چوٹی کا زور لگاتے دیکھتا ہوں -

یہ ٹریکٹ کیا ہے؟ قادیانی جذبات کا ایک نمونہ ہے - اور مرزا کی پیشگوئی متعلقہ نانا جان مرحوم (مولوی سعد اللہ) پر بیہودہ ہرزہ سرائی کرتے ہوئے اس کو سچا ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے - جس کا جواب مجھ پر لازم اور جسکی تردید مجھ پر فرض ہوگئی - اسلئے عرض ہے کہ ان عقلمندوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ خود مرزا صاحب قادیانی تو زبان حال سے یہ شعر پڑھتے پڑھتے چلے گئے کہ

وہ بھی ہوگا کوئی امید بر آئی جس کی
اپنا مطلب تو اس چرخ کہن سے نہ نکلا

پھر بھلا تم کون ہو جو اسکو سچا کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہو - کیا ان کو معلوم نہیں کہ اولاد نرینہ کے ہونے سے کسی کا نام و نشان نہیں مٹا کرتا - ورنہ تم کو کہنا ہوگا کہ جناب رسالت مآب کا نام لیوا کوئی نہیں - کیونکہ نرینہ اولاد نہ تھی -

صفحہ ۳ ٹریکٹ ہذا پر لکھا ہے کہ

"وہ (مولوی سعد اللہ) نامراد و نامراد اور حسرت زدہ جنوری ۱۹۰۷ء کے پہلے ہفتہ ہی میں نمونیا پلیگ سے مرگیا"

قربان جائیے اس طرز مضمون نویسی کے کہ دو

---

[1] کبھی غیر کا اتباع واجب نہیں جانتا ہو - (مدیر)

[2] برادران اہلحدیث! مولانا کی اس بات سے غیرت کھا کر اپنا امتیاز قائم کرو اور غایہ جنگی چھوڑ دو - (مدیر)

[3] غیر اشاعت ... (مدیر)

بڑی بیماریوں کا کیا ذکر کس خوبی سے کیا جاتا ہے۔ یعنی اگر دن نہ ہوگا تو رات ضرور ہوگی۔ اسی طرح اگر کسی مخالف نے کہدیا کہ حضرت وہ نمونیا سے تو نہیں مرا۔ تو حضرت جھٹ کہدینگے کہ دیکھو ساتھ ہی پلیگ کہا ہوا ہے۔ اسی طرح اگر پلیگ سے نہ مرا تو نمونیا سے مرنا کہدیا جائیگا۔ اگرچہ "آزمودہ را آزمودن جہل است" ہو۔ مگر میں بااعلان کہتا ہوں کہ اگر نانا جان مرحوم نمونیا پلیگ سے مرے ہوں تو ثابت کرنے والا مجھ سے اسی قدر انعام پائے جسقدر کہ بمقام لُدھ مرزائی اہلحدیث حاصل کر چکے ہیں۔ اور ساتھ ہی ناکام و نامراد کا ثبوت بھی دے تو اسی قدر اور حاصل کرے ورنہ بصورت دیگر میں تو اس جہل کو خوب سمجھتا ہوں۔ اسکے مقابلہ میں میں مرزا کی ناکام موت (ہیضہ سے) ثابت کرتا ہوں اور معاوضہ میں صرف اسی قدر چاہتا ہوں کہ ثابت ہو جانے پر قادیانی امت بیک آواز میرے ساتھ ملکر کہے کہ ؎

رسولِ قادیانی کی رسالت

جہالت ہے! جہالت ہے! جہالت!!!

اسی صفحہ ۳ پر دو پیشگوئیاں ایک منجانب نانا جان مرحوم قادیانی کے متعلق۔ دوسری منجانب قادیانی نانا جان مرحوم کے متعلق درج ہیں۔ ناظرین سے داد انصاف طلب کرتا ہوا دونوں کو درج کرتا ہوں۔ نانا جان مرحوم پیشگوئی کرتے ہیں کہ ؎

اے عدو بین و قطع دین است بہر تو
بے رونقی و سلسلہ ہائے مزوری
اکنوں باصطلاح شما نام ابتلاست
آخر بروز حشر و بابیں دار خاسری

ترجمہ:۔ تیرے لئے شاہ رگ کا کاٹنا مقدر ہے۔ سارے مکر و فریب کی بے رونقی ہو جائیگی یہ ابھی تک تیری اصطلاح میں ابتلا ہے۔ حشر کے روز اور اسی دنیا میں تو ناکام و نامراد ہوگا۔"

حضرات! دیکھئے۔ اور اس پیشگوئی کے سچا ہونے کا زندہ ثبوت دیکھئے۔ شاہ رگ کا کاٹنا حضرت مولانا فاتح قادیان اطال اللہ عمرہ ہیں۔ جو اسکے جسم فانی پر ایسے چپے کہ بعد حسرت و اندوہ لاہور میں ہیضہ کی موت سے چلتا کر ہی دیا۔ مباحثہ انعام مبلغ تین صد روپیہ "قتل مرزا بمقام لُدھ" نامی نے بے رونقی کر دی کہ باوجود مقبول الدعا ہونے کے مرزا غلام احمد ختم احمد ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو بعد حسرت و اندوہ دار فانی سے سزائے اعمال بھگتنے کیلئے بلائے گئے۔ اور مولانا شیر پنجاب ابتک بفضلہ تعالیٰ حج سے واپس آکر بھی قادیانی امت کی خدمت کر رہے ہیں۔ اطال اللہ بقائہ۔

ناظرین! دیکھئے پیشگوئی کے الفاظ کسطرح لفظ بلفظ پورے ہوئے ہیں۔

آگے چلکر اسی ٹریکٹ میں نانا جان مرحوم کے ابتر جانے کا ذکر ہے۔ سوائے پیروان مرزا! خوب سمجھ لو کہ کسی کی اولاد نرینہ نہ ہونے سے وہ ابتر نہیں جایا کرتا۔ اگر ایسا ہی ہوتا تو معاذ اللہ ثم رسول کریم صلعم کے بارے میں کیا کہو گے جنکے صاحبزادگان رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین آپ کی زندگی ہی میں داغ مفارقت دے گئے تھے اور یہودی بغلیں بجاتے پھرتے تھے اور پھر سوائے حسنین علیہم السلام کے آپ کے دل کی ٹھنڈک کیا تھی۔

اسی طرح نسلاً بعد نسل جسطرح رسول اکرم صلعم کی نسل موجود ہے بعینہ میں مسمی عبد الکبیر مولوی سعد اللہ مرحوم کا نواسہ موجود ہوں۔ صرف میں ہی نہیں بلکہ ان کی ایک دختر نیک اختر۔ ایک نواسی۔ ایک پڑنواسی موجود ہیں۔ اور ایک داماد بھی۔ اور انشاء اللہ آئندہ بھی مرحوم کی پیشگوئی مندرجہ صفحہ ٹریکٹ ہذا کے مطابق قادیانی نسل کیلئے مولوی صاحب مرحوم کی نسل ایک شاہ رگ کاٹنا بن کے موجود رہیگی۔ یہ بھی خدا تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا ایک کرشمہ ہے کہ اس نے ایک چیز کا فائدہ نقصان دکھلانے کیلئے ہمیشہ اس کی ضد پیدا کی ہے۔ کیونکہ ضد کے بغیر کسی چیز کا حسن و قبح نہیں دیکھا جا سکتا۔ مثلاً دن کے مقابلہ میں رات۔ فرعون کے مقابلہ میں موسےٰ۔ ابوجہل کے مقابلہ میں ابوبکر۔ یزید کے مقابلہ میں امام حسین۔ اور قادیانی کے مقابلہ میں مولوی سعد اللہ مرحوم ہیں۔ اب یہ کیونکر ممکن ہے کہ اب آئندہ اضداد مٹ جائیں۔ جسطرح ایک کی نسل کے مقابلہ میں دوسرے کی نسل کا وجود بنا ضروری ہے۔ اسی طرح بعینہ مرزائے قادیان کی نسل کے جگروں میں مولوی سعد اللہ مرحوم کی نسل انشاء اللہ العزیز تاقیامت ایک کانٹا بنکر چبھتی رہیگی۔

آگے چلکر اسی ٹریکٹ کے صفحہ پر سعد اللہ مرحوم اور ان کی ذریات کو نامرد لکھا ہے۔ اس کا جواب سوائے اسکے اور کیا ہو سکتا ہے کہ یہ وہ کہے جس نے تجربہ کیا ہو۔ بغیر تجربہ کے کسی کی رائے کیسے صحیح ہو سکتی ہے۔

مرزائیو! مرزا کے کذب پر اور دلائل مانگتے ہو تو لکھو انشاء اللہ جواب دینے کیلئے حاضر ہوں۔

اخیر میں اللہ دتا صاحب جالندھری ایک نوٹ کے ذریعہ اطلاع دیتے ہیں کہ احمدیہ عقائد پر جو اعتراض ہو۔ ٹکٹ بھیجکر اسکا جواب حاصل کریں؟ اس کی نسبت عرض ہے کہ جناب موصوف اخبار "اہلحدیث" کی نزدیکی اشاعت کا انتظار کریں۔ اسمیں فرداً فرداً مرزا کے کذب پر چند اعتراض کرونگا۔ انکا جواب میرے پاس بھیجدیں۔

سب کے اخیر میں صفحہ ۸ پر "علماء زمانہ سے طریق ہائے فیصلہ اور ان کا فرار" کے عنوان سے ایک صفحہ سیاہ کیا ہے اسکے متعلق بھی انشاء اللہ کچھ عرض کرونگا اور بتاؤنگا کہ کسطرح علماء زمانہ کا قرار اور مرزا کا فرار ہوا۔ ناظرین انتظار کریں ؎

"سنائینگے تمہیں ہم ایکدن یہ داستاں پھر بھی"

(بندہ محمد عبد الکبیر عفی عنہ نواسہ مولوی سعد اللہ مرحوم لودھیانوی از موضع کوم کلاں ضلع لودھیانہ)

خلافت راشدہ

نمبر ۱۲

(گذشتہ سے پیوستہ)

"یہ سلسلہ ۵ محرم سے مولانا سیالکوٹی نے جاری کیا۔ شیعہ کا عقیدہ ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ بلافصل تھے یعنی اصحاب ثلاثہ کی خلافت غصب ہے۔ اصل مستحق خلافت جناب امیر تھے۔ اس مطلب پر شیعوں نے جو دلائل لکھے ہیں اُن میں سے دو کے جواب پہلے پرچوں میں آچکے ہیں۔ آج تیسری دلیل ذکر کر کے جواب درج ذیل ہے:۔ (مدیر)

---

(۳) تیسری قرآنی نص صاحب کافی نے یہ بیان کی ہے کہ امام ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام نے کہا کہ اللہ عزوجل نے اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو حضرت علی کی ولایت کا حکم کیا اور آپ پر یہ آیت نازل کی انما ولیکم اللّٰہ ورسولہ والذین اٰمنوا الذین یقیمون الصلٰوۃ ویؤتون الزکٰوۃ وھم راکعون۔ (مائدہ پ) اور اولی الامر کی ولایت بھی فرض کی۔ تو لوگوں نے کچھ نہ سمجھا کہ یہ کیا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم کیا کہ لوگوں کو ولایت کی تفسیر بتائیں جس طرح کہ اُن کو نماز اور زکوٰۃ اور روزہ اور حج کی تفسیر بتائی۔ جس وقت آپ کو خدا کی طرف سے یہ حکم پہنچا تو اس سے آپ کا سینہ تنگ ہوا اور آپ کو ڈر لگا کہ (مبادا) لوگ دین سے مرتد ہو جائیں اور مجھے جھوٹا تصور کریں (معاذ اللہ) پس آپ کا سینہ تنگ ہوا اور خدا تعالیٰ سے اس بارے میں مراجعت کی۔ تو خدا تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی

یٰاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ۔ (مائدہ پ)

یعنی اے میرے رسول جو کچھ تیری طرف تیرے رب کی طرف سے اتارا گیا ہے وہ پہنچا دے۔ اور اگر تو نے نہ پہنچایا تو تو نے اُسکی رسالت کو (نہ پہنچایا) اور خدا تجھے لوگوں سے بچائے رکھے گا۔ پس آپ نے خدا کا یہ حکم مشہور کر دیا۔ پس آپ غدیر خم کے دن (حضرت) علی علیہ السلام کی ولایت کی تبلیغ کیلئے کھڑے ہوئے اور الصلوٰۃ جامعۃ کی آواز کرائی (یعنی یہ کہ نماز کی جماعت ہونے والی ہے) اور لوگوں کو حکم کیا کہ جو حاضر ہیں وہ غیر حاضروں کو (یہ امر) پہنچا دیں۔ (اصول کافی صفحہ ۱۸۱)

الجواب یہ روایت اس سے پہلی روایت سے بھی عجیب تر ہے۔ اس میں تو دلیل بیان کرنے کے قرآنی سیاق و سباق اور نظم کلام میں بے ربطی کا نظارہ تھا۔ اور اسمیں یہ دکھایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (معاذ اللہ) اس حکم الٰہی کے پہنچانے میں مچلتے تھے اور درگاہ ایزدی میں لوگوں کے خوف کے سبب عذر پیش لاتے تھے۔ حتے کہ جناب خداوندی سے **تہدیدی وارنٹ** آیا تو آپ نے اسکا اعلان کیا۔ (توبہ، معاذ اللہ استغفر اللہ) کیا یہ اعلان توحید کے اعلان سے سخت تر تھا۔ اور اس میں جہاد و ہجرت کی تکالیف سے زیادہ تکالیف پہنچنے کا اندیشہ تھا؟ اور آپ وہ برداشت نہ کر سکتے تھے!

یہ تو نظام امت کیلئے ایک معمولی ارشاد تھا۔ اور پھر اپنے فرمانبرداروں، جان نثاروں، آپ کے خاطر عیش و آرام اور وطن چھوڑ دینے والوں، مال، اسباب، مکانات و باغات، زن و فرزند، خویش و اقارب کی محبت و تعلقات چھوڑ کر اور پیاری جانیں ہتھیلیوں پر رکھ کر آپ کے حکم کی تعمیل میں میدان جنگ میں نکلنے والوں میں اسکی تبلیغ تھی۔ اس سے کونسی چیز مانع ہو سکتی تھی۔ آپ نے تو موذی دشمنوں میں اُس وقت تبلیغ حق میں کوتاہی دکھائی نہیں کی جب عالم اسباب میں آپ کے ساتھ سوائے اُس یار غار اور رفیق صدیق کے کوئی بھی نہ تھا۔ تو کیا اسوقت جب مکہ شریف بھی فتح ہو چکا ہے اور مقابلہ میں دشمن بھی نہیں رہے ایک معمولی امر کی تبلیغ میں خوف دامنگیر ہوا؟ اعوذ باللہ من ھذا۔

درایت کے رو سے تو یہ روایت خالص جھوٹی ہے۔ اور اس میں رائی برابر بھی ... ہے۔ اب روایت کے لحاظ سے سنیئے کہ امام ابن جریر طبری جو کہ اہل تشیع کے نزدیک بھی معتبر مفسر و مورخ ہے۔ اور نیز امام ترمذی نے باسناد نقل کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد آپ کی حفاظت کیلئے پہرہ رہتا تھا کیونکہ آپ جان جاں (؟) اور دشمنوں کی مرجع بغاوت تھے جب یہ آیت یعنی یٰاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ الخ اُتری تو آپ نے خدائے تعالیٰ کی اس ضمانت حفاظت پر اپنے گرد سے پہرہ اٹھوا دیا۔ اور اسکا نزول واقعہ غدیر خم سے کئی سال پیشتر ہوا۔ چنانچہ شیخ الاسلام منہاج میں فرماتے ہیں۔

والجواب عن ھذہ الاٰیۃ والحدیث المذکور قد تقدم وبینا ان ھذا کذب وان قولہ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ نزل قبل حجۃ الوداع بمدۃ طویلۃ (صفحہ ۳۳ جلد چہارم)

یعنی اس آیت اور حدیث مذکور کا جواب پیشتر گذر چکا ہے اور ہم نے صاف صاف بیان کر دیا ہے کہ یہ **کذب** ہے۔ اور یہ بھی کہ آیت بلغ ما انزل الیک آپ کے حج الوداع سے بہت مدت پیشتر اُتری تھی۔

دیگر یہ کہ اس روایت سے استدلال تب ہو سکتا تھا کہ اسمیں حضرت علی کا نام نامی مذکور ہوتا۔ جیسا کہ مصنف نے عنوان باب میں نصوص کی تصریح کا ہے۔ اور معلوم ہے کہ ما انزل میں کلمہ "ما" موصولہ مبہم ہے جس میں عموم پایا جاتا ہے۔ اور نص تو وہ ہے جس میں مراد کی تصریح ہو اور غیر کا احتمال نہ ہو۔ اور اس آیت میں مراد یعنی حضرت علی کی ولایت کا تو ذکر تک نہیں اور احتمال غیر یہاں تک ہے کہ کسی امر کا حصر ہی نہیں۔ پس صاحب کافی کی یہ دلیل بھی مثل پہلی دلائل کے بالکل ناکافی ثابت ہوئی۔

یہ چند دلائل ہم نے اہل تشیع کی چوٹی کی کتاب سے بطور نمونہ ذکر کر کے مع اُن کے پوست کندہ حالات کے ناظرین کے سامنے رکھدئے ہیں۔ پس لازم ہے کہ وہ خداداد فہم سلیم سے کام لیکر غور کریں کہ ایسے دلائل اثبات مدعا کیلئے کہاں تک موجب تسلی ہو سکتے ہیں اس سے صاف معلوم ہو سکتا ہے کہ حضرت علی کی خلافت

(۵) فضل یعنی آنحضرت صلعم کے بعد متصل ہی خلیفہ ہونے کے دلائل تارِ عنکبوت سے بھی کمزور ہیں۔"

(مہر سیالکوٹی)

درِ نجف کا شکوہ

اُلٹے ہی شکوے کرتے ہیں اور کس ادا کیساتھ

سنا گیا ہے کہ "درِ نجف" کا اڈیٹر اخبار اہلحدیث پر غصہ سے دانت پیس رہا ہے۔ کہ وہ ہماری بزرگوں کی توہین کرتا ہوا ہماری دل آزاری کر رہا ہے۔ سو وہ سنئے اور اُنکے حواری بھی سنیں۔ درِ نجف کے سید مصری کے مضامین کو ملاحظہ فرمائیں کہ وہ کیا لکھ رہے ہیں۔ اُسکے بعد میں اُن سے پوچھونگا۔

(۱) "ایمان و کفر بہت دل پر ہوتا ہے۔ اگر فرعون۔ ہامان۔ نمرود جیسے خبیثوں کے ناموں سے اُن کا قلب یعنی درمیانی حروف نکال لئے جائیں تو "عمر" ہو جاتا ہے۔ لہذا حضرت عمر فاروق کافر ہوئے" (نعوذ باللہ) (درِ نجف ۸ جولائی ۱۹۲۴ء)

(۲) "خلیفہ عمر کے اول و آخر حروف ملانے سے "رخر" نکلتا ہے" (نعوذ باللہ) (۲۵ جنوری ۱۹۲۴ء)

(۳) "اے جناب یزیدی فرقہ کے اصل بانی حضرات شیخین ہیں ......" (۵ ستمبر ۱۹۲۳ء)

(۴) "اگر اُدھے ہوش لے ساقی ذرہ دو چار جوتوں کی قسم کھا کہ اب شیخ کو تو مار جوتوں سے"

(۸ جولائی ۱۹۲۳ء)

نوٹ:۔ یعنی صدیق اکبر سلام اللہ علیہ و رضی اللہ عنہ۔

(۵) "جھگڑا نے کب آتے تھے پیمبر
کہا دندان سگ اور گوشت خر
نہ داڑھی تھی نہ مونچھیں تھیں نہ خط تھا
عجب! سادہ منہ سوجا فقط تھا"

(۱۵ دسمبر ۱۹۲۳ء)

نوٹ:۔ یعنی صدیق اکبر و عائشہ صدیقہ زوجۂ رسول خدا۔

(۶) "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دوا کے بہانے زہر دیکر کام تمام کیا" (یکم جنوری ۱۹۲۴ء)

نوٹ:۔ یعنی بی بی عائشہ کو اس تہمت لگانے سے صریحاً کفر کی نسبت کی۔

(۷) "پھر اس کے بعد البغض مخلوق و بد ترین
وہ لوگ ہیں بہ نزد خداوند عالمین
جھپٹا کیا خلافتِ احمد کا اژدہا
بن بیٹھے جو نبی کے خلیفہ بافترا"

(۱۵- اپریل ۱۹۲۴ء)

نوٹ:۔ اصحاب ثلثہ خلفائے عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

آپ ہیں درِ نجف کے اڈیٹر سے پوچھتا ہوں کہ ابوبکر صدیق۔ عمر فاروق۔ عثمان ذوالنورین۔ عائشہ صدیقہ۔ جن کو ہم فرداً فرداً آپ کے دوازدہ اماموں سے بہتر و افضل سمجھتے اور یقین کرتے ہیں۔ یہ آپ کی تحریرات مندرجہ صدر میں اُن کی تعریف ہے یا توہین؟ اگر توہین ہے تو اس سے مسلمانوں کے دل دُکھتے ہیں یا نہیں؟ اور ہماری دل آزاری ہوتی ہے یا نہیں؟ اور یہ عمل آپ کا سالہا سال سے جاری ہے۔ پے در پے اتنی مدت دراز سے آپ جو اہل سنت کے قوت ایمانی۔ غیرت و حمیت کا امتحان لے رہے ہیں کیا آپ اپنے متواتر امتحانوں میں اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ اہل سنت مع اہلحدیث بالخصوص احناف رضاخانیوں چکڑالویوں اور مرزائیوں کی طرح بالکل بے حس و بے حرکت ہیں کہ وہ اپنے ٹیڑھے نام لینے سے تو جنگ و جدل پر آمادہ ہوتے ہیں۔ لیکن اپنے رہبران دین پیشوایان اسلام و ائمہ ہدیٰ سے نائبان رسول مقبول کے صریحاً تکفیر اور گالیوں پر جبیں بھی نہیں ہوتے۔ میں کہتا ہوں کہ آپ کا اندازہ غلط ہے ؎

ہر بیشہ گماں مبر کہ خالیست
شاید کہ پلنگ خفتہ باشد

آپ کا اور آپکے دیگر ہم مشرب حائری صاحب وغیرہ کا عنقریب وہ جواب دیا جائیگا جس سے دنیا دیکھ لیگی کہ جواب ترکی بترکی نہیں بلکہ "حق بحقدار رسید" کا مصداق ہے۔

(غلام احمد خاں از منگو)

اخلاق حسنہ نبویّہ

(علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ)

آپ کے اوصاف حسنہ کی ممتاز صفت حسن خلق ہے۔ اگر ایک وقت معاذ بن جبل وہ اخلاق کا اعلیٰ و عمل کا درس دیتے تو دوسرے وقت خود اس کی عملی تصویر ہوتی جس کے جواب سے دنیا عاجز ہے۔ اسی وجہ سے مخلوق تو بجائے خود "خود خالق نے اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (بیشک آپ بڑے خلق پر ہیں) فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ (یعنی اللہ کے فضل سے آپ انکے لئے نرم دل ہیں۔ اور اگر آپ سخت دل ہوتے تو یہ لوگ سب ہٹ جاتے) کا زریں سارٹیفکیٹ عنایت فرمایا۔

حضرت خدیجہؓ و عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ آپ صلہ رحمی کرتے۔ مقروضوں کا بار اُٹھاتے۔ غریبوں کی اعانت فرماتے۔ مصیبتوں میں لوگوں کے کام آتے۔ کسی کو برا بھلا نہ کہتے۔ بُرائی کے بدلہ میں بُرائی نہیں کرتے تھے بلکہ معاف و درگذر فرماتے۔ ذاتی معاملہ میں انتقام نہیں لیتے تھے۔ کسی کا جائز سوال رد نہ فرماتے۔ آپ خندہ رو نرم طبع خوش مزاج حلیم و کریم و شفیق تھے۔ عیب جو تنگ دل فحش گو کوچہ گرد نہ تھے۔ سلام میں سبقت فرماتے۔ راستے میں مرد عورت بچے جو سامنے آتے سب کو سلام کرتے۔ معانقہ کے وقت خود اپنا ہاتھ پہلے نہ کھینچتے۔ ہر شخص سے شیریں کلامی سے باتیں فرماتے۔ کافروں سے بھی تہذیب و اخلاق سے پیش آتے۔ کسی مسلمان پر لعنت نہ کرتے اور نہ کسی کو بد دعا دیتے۔ اہل طائف نے دعوت حق کا جواب استہزاء و تحقیر سے دیا۔ پائے مبارک کو خون آلودہ کیا۔ راستوں میں کانٹے بچھائے۔ منجنیق سے پتھر برسائے۔ جسم اطہر زخمی ہوا۔ باایں ہمہ بد دعا کی درخواست پر یہ ارشاد ہوا کہ خداوندا اہل طائف کو اسلام اور ہدایت عطا فرما۔

اللہ اللہ ایک یہ اخلاق تھے۔ مذہب تھا کہ نہیں

جاں نثاروں کی کثرت، خود محبوب خدا اور "مَن يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ" کا نفاذ، باوجود اسکے ایک بدوی آتا ہے چادر مبارک اس زور سے کھینچتا ہے کہ گردن سرخ ہو جاتی ہے، اس پر موٹے موٹے نشانات پڑ جاتے ہیں، مگر جبین اقدس پر دریائے تبسم لہریں لے رہا ہے!

شاہ عرب ایک یہودی کے مقروض ہیں قبل از وقت اسکے شدید تقاضے پر عجز و عذر فرماتے ہیں مگر سنگدل (یہودی) سختی و ترشروئی سے پیش آرہا ہے۔ بالآخر آپ اپنی ذات شریف کو اسکے حوالہ کر دیتے ہیں تمام شب اسی کے یہاں گذارتے ہیں، جاں نثاروں کی جماعت میں اضطراب پھیل جاتا ہے، یہودی کو ملامت اور تہدید کرتے ہیں، مگر جبین مبارک پر شکن تک نہیں، صحابہ کو سختی و ترشروئی سے ممانعت کیجا رہی ہے، یہانتک کہ اسطرف آفتاب دنیا نمودار ہوا اسطرف آفتاب رسالت کے اخلاق حسنہ کی کرنیں قلب یہودی کو منور کر رہی ہیں۔ "اشہد ان لا الٰہ الا اللہ و انک رسول اللہ و شطر مالی فی سبیل اللہ" کا نعرہ بلند کرتا ہے۔

یارب صل وسلم دائماً ابداً
علیٰ حبیبک خیر الخلق کلہم

نتیجہ } آہ افسوس! ہم مسلمان اور محمدی کہلاتے ہیں۔ مگر رسول اقدس صلعم کے اخلاق کی بُو تک بھی نہیں ہے۔ ترشروئی، کج خلقی، بدمعاملگی، سنگدلی، فحش گوئی، کوچہ گردی، بیمروتی و بیہودگی ہمارا خاصہ ہے۔ مسلمانو! اپنے اندر اخلاق حسنہ پیدا کرو اور تاجدار مدینہ روحی فداہ کے نقش قدم پر چلو تاکہ نجات حاصل ہو۔

بے نفسی و منکسر المزاجی

بادشاہت عرب کا

مقتضا تو یہ تھا کہ تخت زرین منقوش، سامان و فرش و جھاڑ فانوس۔ دروازوں پر دربان و خدام، عمدہ محلات دنیاوی نعمتوں کا انبار ہوتا۔ لیکن نہیں۔ کھجور کی چٹائیاں تخت ہیں فرش ہیں اور اسکی ٹٹیوں کی جھونپڑیاں محلات و کوٹھیاں ہیں۔ آپ اپنے و دوسروں کیلئے بے نفس

نفیس خادم تھے۔ اپنے پھٹے کپڑے خود سیتے تھے۔ پاپوش مبارک خود گانٹھ لیتے تھے۔ بکریاں خود دوہتے تھے۔ غرض اپنے خانگی معاملات خود انجام دیتے۔ غریبوں اور مسکینوں کے ساتھ کھانا کھا لیتے۔ مفلسوں اور فقیروں کی بیماری کے وقت عیادت فرماتے۔ بے نفسی کی وجہ سے اکڑوں بیٹھکر کھانا کھاتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ میں بندہ ہوں اور بندوں کی طرح بیٹھتا ہوں اور کھاتا ہوں۔ بیوہ اور مساکین کی خدمت کرتے ان کے کاموں کو خود انجام دیتے۔ مدینہ کی ایک لونڈی ہاتھ پکڑ کے جہاں چاہتی لئے پھرتی آپ کو کچھ عذر و عار نہیں تھا۔ مجمع میں جہاں جگہ ہوتی بیٹھ جاتے کوئی امتیازی شان مرغوب نہ تھی۔ اور اپنے لئے جائز تعظیمی الفاظ و اعمال پسند نفرماتے۔ کسی نے کہا آپ ہمارے سید ہیں۔ آپ نے فرمایا سید خدا ہے۔

ایک روز آپ باہر تشریف لائے سب لوگ تعظیم کیلئے کھڑے ہوگئے۔ آپ نے فرمایا اہل عجم کی طرح تعظیم کیلئے نہ اٹھو۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ میری حیثیت سے زیادہ تعریف نہ کرو جیسے عیسائی ابن مریم کی تعریف کرتے ہیں۔ میں خدا کا ایک بندہ ہوں۔ بس مجھ کو عبد اللہ اور رسول اللہ کہا کرو۔ اور مجھ کو دوسرے نبیوں پر فضیلت نہ دیا کرو۔

اللھم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد و بارک وسلم۔

نور محمد خان عفی عنہ مدرس مدرسہ محمدیہ راجپورہ
ریاست پٹیالہ

اُسوہ حسنہ

ترجمہ ہدی الرسول اختصار زاد المعاد فی ہدی خیر العباد صلعم مصنفہ امام ابن قیم کا اُردو ترجمہ ہے قیمت ۱۲؍ مجلد ۱؍
(منیجر اہلحدیث)

✽ یعنی گھٹنے ٹیک کر

انصار المسلمین

معزز ناظرین! وفقکم اللہ۔ ناظرین بیت اللہ شریف کی واپسی خصوصاً علی برادران کے مکہ کرمہ سے لوٹنے کے بعد سلطان ابن سعود ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے خلاف بہت زوروں کے ساتھ بہت ہی وسیع پیمانہ پر باقاعدہ پروپگنڈا کیا جا رہا ہے۔ اس صورت مذمومہ سے مسلمانوں کے اندر افتراق و النشقاق، نفرت و حقارت کے جذبات اس قدر بھڑکینگے کہ مسلمانوں کی رہی سہی عزت بچی کھچی قوت آپس کی خانہ جنگیوں کی بدولت فنا ہو جائیگی۔ اور اغیار و دشمن کی کامیابی کا ایک بہترین موقعہ از در مرغ جنگ کند فائدہ تیر گز کے مصداق ہاتھ سے دینا ہوگا۔ اور سوائے افسوس و ندامت، حسرت ویاس کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ اسی لئے ہم ہر اس شخص سے جسکے دل میں توحید و سنت کی محبت، خدا اور اسکے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی وقعت جاگزیں ہے، التماس کرتے ہیں کہ اس بڑھتے ہوئے فتنہ کے روکنے کیلئے کوئی معقول انتظام کیا جائے۔ اور اس کی بہترین صورت یہ ہے کہ ایک انجمن بنام "انصار الموحدین" قائم کیجائے اور اسکا صدر مقام دہلی ہو۔ اور اس انجمن کی شاخ ہر شہر، قصبہ اور قریہ میں قائم کیجائے۔ اور ہر اس شخص کو جو توحید و سنت کا فدائی ہو اس انجمن کا ممبر بنایا جائے۔ اور ایک فنڈ قائم کیا جائے تاکہ وہ الزامات جو سلطان ابن سعود کی ذات ستودہ صفات پر لگائے جاتے ہیں، اور مسلمانوں کو ان کے خلاف ورغلانے کی ناکام کوشش کیجاتی ہے، ان کی حقیقت بے نقاب کیجائے۔ اور طبع کردہ واقعات کی قلعی کھولکر مسلمانوں کو صحیح اور اصلی واقعات سے باخبر کیا جائے۔ اور مسلمانوں کے اندر بھڑکتے ہوئے شعلہ کو باحسن طریق فرو کیا جائے۔ پس تمام ناظرین سے مودبانہ عرض ہے کہ جو صاحب ہماری اس تجویز سے موافقت رکھتے ہوں، اپنی اپنی رائے سے مطلع فرمائیں۔ واللہ الہادی وھو حسبنا و نعم الوکیل
(راقم قاری احمد سعید از بنارس مدنپورہ مدرسہ اسلامیہ عربیہ)

فتاویٰ

تصحیح جواب ۱۰۰ میں غلطی ہوئی۔ عیدگاہ میں سب سے پہلے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ان کے حکم سے منبر رکھا گیا۔ (نیل الاوطار) اس سے بعد دستور ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں منبر کا ثبوت مجھے یاد نہیں۔ کسی صاحب کو معلوم ہو تو اطلاع دیں۔

س ۱۰۲} حاجی ہدایت اللہ صاحب نے اپنے ورثاء میں سے چار وارث چھوڑے۔ ایک لڑکی ایک پوتا۔ ایک ہمشیرہ۔ ایک بھائی۔

لڑکی فاطمہ۔ پوتا محمد یعقوب۔ بھائی محمد حسین۔ ہمشیرہ مریم۔ اب سوال یہ ہے کہ ان ورثاء کو کس کس قدر اور کس کس کو شریعت کے موجب حصہ پہنچتا ہے؟ برائے کرم قرآن و حدیث کے حکم کے موجب حصے تقسیم فرمائے جاویں۔

(ابو محمد عبداللہ مدرس مدرسہ اہلحدیث لالپور کلاں لب دریائے کوسی ڈاکخانہ ریاست رامپور)

ج ۱۰۲}

میت ہدایت اللہ

لڑکی فاطمہ	پوتا محمد یعقوب	برادر	ہمشیرہ
۱	۱	محروم	محروم

نصف لڑکی کا اور نصف پوتے کا۔ باقی سب محروم۔

(۸۰ رداخل غریب فنڈ)

س ۱۰۳} تلقین بعد دفن میت کے متعلق اہلحدیث کا کیا عمل ہے؟ اس سے مطلع فرمائیے۔ جو تلقین خدمت میں ارسال کر رہا ہوں وہ اصل تلقین کا جزو ہے پوری تلقین غالباً اس سے دس گنی ہے۔

چونکہ یہاں مقلد شافعی کثرت سے بستے ہیں اور شافعی فقہ کی رو سے یہ تلقین اور اس جیسی دوسری کئی ایک تلقینیں ہیں جن کو بعد دفن میت قبر پر پڑھنا ضروری قرار دیا گیا ہے۔ اسلئے قرآن و حدیث کے رو سے صحیح معلومات کی ضرورت محسوس ہوئی۔

فقہ کی کتابوں سے تلقین کے ثابت کرنے کی کوشش کی اور کر رہے ہیں۔ یہ حضرات تلقین کی اشاعت میں پورے کوشاں ہیں۔ اور بعض اوقات یہ حضرات یہ دعوے بھی کر جاتے ہیں کہ یہ تلقین اور اس قسم کی دوسری تلقین حدیث سے ثابت ہیں اور ان پر عمل ضروری ہے نیز ان مقلدین نے آئندہ کیلئے یہ تہیہ کر لیا ہے کہ اگر ان کی جماعت میں میت ہو وے تو وہ قبر کے سرہانے تین وقت اس تلقین کا اعادہ کرنے والے ہیں۔

بنا بریں خدمت عالی میں گذارش ہے کہ آیا مذکورہ تلقین پر عمل کرنا سنت ہے یا بدعت؟ براہ مہربانی بدلائل تحریر فرما کر مشکور کیجئے۔ نیز مذکورہ بالا حدیث کی صحت عدم صحت کے متعلق ائمہ حدیث نے جو کچھ تحریر فرمایا ہو اس سے بھی مطلع فرما کر مشکور کیجئے۔

(محمد عباس خطیب)

ج ۱۰۳} قریب المرگ کیلئے تلقین آئی ہے۔ لقنوا موتاکم لا الہ الا اللہ۔ یعنی قریب المرگ لوگوں کو کلمہ شریف سکھایا کرو تاکہ ان کا خاتمہ نیک ہو جائے۔ البتہ بعض علماء شوافع اسکو مردہ کے حق میں سمجھتے ہیں۔ ایسا کسی اور حدیث میں نہیں آیا۔ کہ کسی صحابی کی قبر پر حضور سرور کائنات نے خود تلقین فرمائی ہو یا اصحاب نے کسی صحابی کو قبر میں تلقین کی ہو۔ اسلئے قبر میں تلقین کرنے سے پہلے قریب المرگ زندگی میں تلقین کرنی چاہئے۔

(ار داخل غریب فنڈ)

س ۱۰۴} ازواج مطہرات و خلفاء راشدین و صحابہ اجمعین کی قبروں کو مسمار کرنا اور منہدم کرنا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے یا نہیں؟

(ایس۔ عبداللہ مونٹ روڈ مدراس)

ج ۱۰۴} قبروں کو مسمار کرنے کا کوئی حکم نہیں۔ شرعی حد سے متجاوز اونچی قبر کو شرعی حد تک نیچے کر دینے کا حکم بیشک ہے جیسا کہ صحیح مسلم میں حدیث ہے کہ حضرت علی نے ایک شخص کو اس کام کے لئے مامور کیا تو کہا مجھے اسی کام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمایا تھا۔ یعنی یہ کہ ہر اونچی قبر کو برابر کر دوں۔

س ۱۰۵} حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قبر مسجد الحرام مقام حطیم میں ہے۔ اس کو رسول خدا نے کیوں منہدم نہیں کیا؟ (سائل مذکور)

ج ۱۰۵} حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قبر حطیم میں ہم نے نہیں دیکھی۔

س ۱۰۶} رسول خدا (صلعم) و خلیفہ اول و دوم اور ازواج مطہرات کی قبروں کو کس نے بطور نشان مستحکم باندھا تھا اور اسوقت صحابہ معترض ہوئے یا نہیں! (سائل مذکور)

ج ۱۰۶} ان بزرگوں کی قبریں زمانہ خیر القرون میں پختہ نہ بنی تھیں۔

س ۱۰۷} رسول خدا کے وقت مسلمانوں کی قبروں کو بطور نشان مستحکم مٹی سے باندھتے تھے یا نہیں؟ (سائل مذکور)

ج ۱۰۷} فقط ایک بالشت کے برابر۔

س ۱۰۸} امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار کو زندگی میں رسول خدا کے بطور نشان مستحکم باندھا ہے یا نہیں؟ (سائل مذکور)

ج ۱۰۹} آجتک بھی قبر مذکور کچی ہے۔

س ۱۱۰} خلفاء راشدین کے زمانہ میں لوگ قبروں کو کس طرح بناتے تھے؟ (سائل مذکور)

ج ۱۱۰} امام شافعی دوسرے کا حال اپنی کتاب "اُم" میں لکھتے ہیں جسے امام نووی شرح مسلم میں نقل کرتے ہیں کہ میں نے مکہ کے حاکموں کو دیکھا کہ وہ اونچی قبروں کو گرا دینے کا حکم دیتے تھے۔

س ۱۱۱} زید نے بکر سے کہا کہ بیوہ کا جو نکاح کے بعد بطور رسم کے برادری کو چھاک کا کھانا کرتا ہے وہ چھاک کا کھانا برادری کو حلال ہے یا حرام جائز ہے یا ناجائز۔ بکر نے جواب دیا کہ پردیسی مہمانوں کیلئے جائز ہے اور دیسی مقیم برادری کیلئے حرام اور ناجائز ہے۔ پھر چھاک کے موقع پر بکر مفتی نے وہی چھاک کا کھانا کھایا۔ اور لوگوں کو بھی جو دیسی برادری سے تھے کھانے کی ترغیب دی اور کھانے کے بعد کھانے مذکور کو جائز اور حلال کہا۔ اب سوال یہ ہے کہ بکر کو کھانا مذکور جائز تھا یا نہیں؟ از روئے شرع شریف جواب دیں۔ (نور محمد باڑی)

ملکی مطلع

گورنمنٹ کے آنریری عہدے

جو لوگ سیاسیات سے ذرہ بھی واقف ہیں اُن کو معلوم ہے کہ حکومت اور برسر حکومت جماعت کا اصل فرض عدل وانصاف ہے۔ اس کام کیلئے ہر حکومت کیطرف سے خاص محکمہ کھولا جاتا ہے جس میں بڑی نگرانی سے خاص قابلیت کے لوگ ملازم رکھے جاتے ہیں جنکی تعلیمی، اخلاقی، خاندانی سبقتوں میں امتحان ہوتے ہیں۔ تاکہ وہ لوگ برسر حکومت ہو کر کسی قسم کا دانستہ ظلم یا نادانستہ بھول چوک نہ کریں۔ یہانتک تو ٹھیک ہے

اس کے مقابلہ میں جب ہم دیکھتے ہیں کہ گورنمنٹ آنریری طور پر جب کسی کو حاکم بنانا چاہتی ہے تو کسی قسم کی پابندی اُس پر عائد نہیں کرتی نہ اسکی تعلیم کا سرٹیفکٹ دیکھتی ہے۔ نہ اخلاقی حالت کا اندازہ کرتی ہے۔ نہ خاندانی شرافت پر نظر کرتی ہے۔ بلکہ جس پر کسی وجہ خاص سے نظر عنایت ہوئی اُس کو آنریری حاکم (فوجداری یا دیوانی) بنا دیا جاتا ہے۔ یونہی گورنمنٹ کو ہر کام کا اختیار ہے۔ اسلئے ہم بھی کہتے ہیں کہ سہ

تم جسے چاہو لگالو بھی گلے سے اپنے

مگر یہ راز ہماری سمجھ سے بالا تر ہے کہ جن لوگوں کو تنخواہ دیتی ہے اُن کے تو مغز سے بھیجا نکالا جاتا ہے۔ ہر قسم کی محنت اُن سے لیجاتی ہے۔ ادنےٰ سے اعلےٰ مقابلہ کے امتحانات ہوتے ہیں۔ لیکن آنریری حاکموں سے کچھ بھی نہیں۔ حالانکہ خدمت اور کام (عدل وانصاف) دونوں کے ذمہ یکساں ہے۔

اس راز کو سمجھنے کیلئے ہم ہروقت طیار ہیں اگر گورنمنٹ یا گورنمنٹ کا کوئی رازدان ہمیں سمجھائے۔ ورنہ جو لوگ اس کے متعلق مختلف چہ میگوئیاں کرتے ہیں یا کرتے رہیں، ہم اُن چہ میگوئیوں کی نہ تصدیق کرینگے نہ تکذیب۔ ہاں ہم یہ کہنے سے نہیں رک سکتے کہ گورنمنٹ جب کسی نااہل کو حکومت پر بٹھاتی ہے تو اُسکی ساری غلطیوں اور بے انصافیوں کی ذمہ داری گورنمنٹ پر عائد ہوتی ہے۔

باجہ اور گائے

"ہمارے ملک کی بدقسمتی ہے کہ اسمیں نیک نیت لیڈر بہت کم ہیں اور خود غرض زیادہ۔ نیک نیت لیڈروں نے جان پر کھیل کر ریفارم سکیم حاصل کی۔ کونسلوں اور اسمبلی میں وسعت کرائی۔ مگر خود غرض لوگوں نے اس وسعت کو ملک میں فساد پھیلانے کا ایک ذریعہ بنالیا۔ آئے دن نئے شور سننے میں آتے ہیں جو پہلے نہ تھے مسلمانوں میں ذبح بقر کے مسئلہ سے جوش پھیلایا جاتا ہے اور ہندؤں میں باجہ طلبی پر جوش دلایا جاتا ہے۔

دراصل یہ سب بہانے ہوتے ہیں اپنی ہولیت پیدا کر کے ممبری تک فائز المرام ہونے کے ورنہ دونوں قومیں ایک دوسرے کی جذبات کا خیال رکھیں تو ناممکن ہے کسی قسم کی بدمزگی پیدا ہو سکے۔ اس موضوع پر مندرجہ ذیل مضمون ملاحظہ ہو۔" (مدیر)

ہندوستان کے اکثر ارباب علم واقف ہونگے کہ اسوقت قومی و مذہبی منافرات نے اللہ تعالےٰ کی مقدس زمین کا شیرازہ بکھیر دیا ہے۔ اگر ایک طرف باجہ بجانے پر فسادات رونما ہوتے ہیں تو دوسری طرف قربانی گاؤ کے ضمن میں ہزارہا جانوں سے ہندوستان ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ اخبارات و جرائد کے ماہرین نے بالآخر یہ رائے ظاہر کر دی کہ "آئے دن کے فسادات و تنازعات کی بنا قومی منافرت و مذہبی مغائرت ہے۔"

میرے خیال میں کوئی مذہب سے باخبر شخص یہ کہنے کی جسارت نہیں رکھتا کہ ہمارا مذہب ہم کو جنگ وجدل کی تعلیم دیتا ہے۔ بلکہ ہر ایک مذہب تعلیم دیتا ہے کہ اپنے معاصر کے ساتھ امن اور صلح پسندی سے کام لو۔ لیکن پیروانِ مذہب ہمیشہ تصویر کے دوسرے رخ پر نظر رکھتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اپنے مقابل مذہب کی مخاصمت ہی دراصل ہماری سچی و خالص دین کی خدمت ہے۔ جس کی بدولت زمانہ موجودہ میں جو بدنصیب واقعات ظاہر ہو رہے ہیں اُن کو سنکر ہر ایک مذہب کا مہذب و تعلیم یافتہ شخص ضرور بالضرور محزون ہوتا ہے اگرچہ ہر مذہب میں کچھ ایسے بھی لوگ ملینگے جو صلح و آشتی کو جزو ایمان قرار دیتے ہیں۔

اسوقت ہندوستان میں دو قومیں ایک دوسرے سے دست و گریبان ہیں (۱) ہندو (۲) مسلمان۔ مذکور الصدر قوموں میں ہمیشہ قلمی لڑائیاں ہوا کرتی ہیں اور گاہے ماہے ہاتھ پاؤں تک کی نوبت آجاتی ہے۔ ہر ہندو چاہتا ہے کہ ہم مسلمانوں پر غالب آجائیں اور علےٰ ہذا القیاس مسلمان بھی دفاعی حملہ سے جواب دیتے ہیں۔

اسوقت اخبار "ابھیودے" الہ آباد کا ایک مضمون ہماری کامل توجہ اپنی جانب منعطف کر رہا ہے جس میں جناب ستھل رام گردھاری دار صاحب شکارپوری نے ملک کے مشہور سوراجی و منصف مزاج ہندو پنڈت موتی لال صاحب نہرو کی ایک تقریر جو کسی موقعہ پر لکھنؤ میں ہوئی تھی اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ پنڈت صاحب موصوف نے لکھنؤ کے جلسہ میں ہندؤں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا

"اگر تم مساجد کے سامنے باجہ بجانے پر مصر ہو اور کہتے ہو کہ ہمارا مذہبی کام ہے اور اس عمل سے کسی طرح بھی دست بردار نہیں ہو سکتے تو مسلمانو کو کیوں ان کے مذہبی فرض قربانی گاؤ سے کیوں روک سکتے ہو؟"

اس پر شکارپوری صاحب نے پنڈت صاحب موصوف پر اپنے غصہ کا کمال سختی سے اظہار کیا ہے اور پنڈت موتی لال صاحب نہرو اور مذہب اسلام کے علماء کو چیلنج دیا ہے کہ اگر وہ قربانی گاؤ کے اوامر قرآن شریف سے ثابت کر دیں تو میں ایک سو روپے کا ہدیہ پیش کرونگا۔

ہم اپنے مخاطب شکارپوری صاحب سے بکمال ادب عرض کرتے ہیں کہ وہ جسوقت جس موقع پر چاہیں حقیر کو طلب کریں اور مسئلہ مذکورہ میں قرآن شریف سے نہایت مہتم بالشان دلائل سنیں۔ مزید برآں وید و منوسمرتی کی بھی گاؤ کشی کے متعلق رائے سنکر محظوظ ہوں۔ ہم کو سخت

الیہ بس ہے کہ شکارپوری صاحب نے وید و منو سمرتی کی تعلیمات کو بھی نظر غیق سے ملاحظہ نہیں فرمایا ورنہ وہ خود اپنے گریبان میں منہ ڈالتے اور گاؤکشی پر ہزاروں ہندوؤں کو خواہ مخواہ جان دینے پر مجبور نہ کرتے۔

ہماری حیرت و استعجاب کی کوئی حد باقی نہ رہی جبکہ جناب شکارپوری نے اپنے زعم تاریخ دانی میں اگر ایک جگہ خواہ مخواہ باجہ بجانے کا الزام جناب رسالتمآب پر لگایا اور تحریر فرمایا ہے کہ

"بخاری شریف سے ثابت ہے کہ حضور مقبول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا کے ساتھ مکہ شریف کی مسجد میں تشریف لیگئے اور باجا بجایا گیا اسکے بعد گانا ہوا"

شاباش شکارپوری! پروپگنڈا کرنے کا یہی بہتر طریقہ ہے۔ مخالف کے متعلق سچ اور جھوٹ کا خیال کرنا عقلمندوں کا کام نہیں ہے۔

کیوں جناب شکارپوری صاحب! یہ حدیث آپ نے محض شکارپور میں دیکھی ہے یا کسی دوسرے معزز موضع میں بھی کبھی آپ کی نظروں سے گذری ہے؟ ہم آپ کی خدمت میں بکمال ادب عرض کرتے ہیں کہ براہ مہربانی کسی اخبار میں وہ حدیث شریف درج کریں تو بہتر ہے۔ اور جس پرچہ میں آپ وہ تحریر شائع فرمائیں اسکی ایک کاپی براہ مہربانی میرے پاس بھیجدیں۔ تاکہ مجھے بھی جواب دینے کا موقع مل سکے۔

(خاکسار حکیم محمد ابراہیم محلہ حمام الہ آباد)

امیدوار اسمبلی کی درخواست

اب سے تین سال پہلے جبکہ اسمبلی کا انتخاب ہوا مجھے خدا تعالے کی عنایت و مہربانی کو شکریہ ادا کرنا چاہئے کہ اُس نے مجھے اپنی قوم کے اعتماد کا مستحق ٹھیرایا اور میں آپ صاحبان کی متحدہ تائید کے باعث بہت بڑی کثرت رائے سے اسمبلی کا ممبر منتخب ہوا۔

الحمدللہ کہ میں نے اسمبلی کی ممبری کو برابر تین سال تک ایک اہم قومی امانت تصور کیا جس کے متعلق اس وقت چند مختصر حالات آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

(۱) سید حسرت موہانی کئی سال سے قید فرنگ میں بہت دردناک مصیبتوں میں گرفتار تھے اور روز بروز آپ کی سزاؤں میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا تھا۔ میں نے اسمبلی میں سب سے پہلے آپ کی رہائی کا رزولیوشن پیش کیا جو منظور ہوا۔ جس کا اثر یہ ہوا کہ موصوف کی سزا میں تخفیف ہوگئی۔

(۲) صوبہ سرحد کے ۹۴ فی صدی مسلمان سالہا سال سے فرنٹیر ریگولیشن جیسے سخت قوانین میں جکڑے ہوئے ہیں اور اصلاحات سے بے بہرہ ہیں حکومت میں ان کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ میں نے سب سے پہلے اسمبلی میں اس کس مپرسی صوبہ کیلئے اصلاحات کا رزولیوشن بھیجا دوسرے اراکین سے اُس پر دستخط کرائے اور یہ رزولیوشن پنڈت مالوی جی اور انکے رفقاء کی شدید مخالفت کے باوجود پاس ہوگیا۔

(۳) آپ غیور موپلہ قوم کی پامالی اور بربادی کے واقعات سے واقف ہیں دوسرے مظالم و مصائب کے ساتھ اس قوم کے بہت سے افراد کو عبور دریائے شور کی سزا دیگئی یعنی انڈمن بھیجا گیا۔ میں نے اس دردناک صورت حالات کی طرف گورنمنٹ کو متوجہ کیا۔

(۴) جبتک سرکاری ملازمتوں میں جو میرے نزدیک حکومت کا ایک ضروری جزو ہیں مسلمانوں کا خاطرخواہ حصہ نہ ہوگا سرکاری محکموں میں عام مسلمانوں کے ساتھ پورا انصاف نہیں ہوسکتا۔ اسمبلی میں میری یہ ایک مستقل پالیسی رہی ہے کہ میں نے اکثر محکموں کیطرف جہاں مسلم افسروں اور ملازموں کی تعداد کم تھی گورنمنٹ کو پورے زور سے متوجہ کیا اور مسلمانوں کے ساتھ انصاف کرانے کی کوشش کی ہے۔

(۵) میں برابر تین سال تک اکثر اخبارات میں بار بار یہ اعلان کرتا رہا ہوں کہ اگر کسی شخص کو حکام اعلیٰ سے کسی قسم کی شکایت ہو تو میں اسمبلی میں اُن کی نمایندگی کیلئے تیار ہوں۔ اس اعلان کے نتیجہ کے طور پر اگر کسی مسلمان ملازم کے ساتھ کسی بڑے سے بڑے افسر نے ناانصافی کی اور مظلوم نے اسمبلی میں مجھے اپنی شکایت پیش کرنیکو کہا تو میں نے بلا لحاظ علائق اعلےٰ افسر کے خلاف بھی صدائے احتجاج بلند کی۔

(۶) میں نے کئی جلاوطنوں کو اپنے ملک میں واپس آنے کی اجازت دلانے کی کوشش کی جو اپنے عزیز وطن اور اہل وعیال سے دور سالہا سال سے ہجرت و جلاوطنی کی دلگداز زندگی بسر کر رہے تھے۔

(۷) میں نے اسلام کی حرمت اور ارض مقدس کے احترام کیلئے گورنمنٹ کو توجہ دلانے کی کوشش کی کہ گورنمنٹ کو مسلمانان ہندوستان کی عام خواہشات کے مطابق اُن ہندوستانی افواج کو واپس بلا لینا چاہئے جو عراق عرب میں مقیم ہیں۔

(۸) میں نے ہندوستان کی موجودہ عالمگیر بیکاری کی طرف گورنمنٹ کو توجہ دلائی تاکہ دیگر ممالک کی طرح ہمارے بیکاروں کیلئے کوئی ذریعہ معاش پیدا ہوسکے۔

(۹) حضور نظام کے صوبہ برار پر گورنمنٹ ہند کے قبضہ کا حال آپ کو معلوم ہے۔ میں اس معاملہ میں بغیر کسی خارجی تحریک کے انگلستان میں سکرٹری آف اسٹیٹ سے ملا۔ اور اُن کے سامنے مسلمانان ہندوستان کے خیالات کو پرزور طریق پر پیش کیا۔

ان چند صورتوں سے آپ اندازہ فرما سکتے ہیں کہ مسلمانوں کی طرف سے جو اہم خدمت آپ نے میرے سپرد کی تھی میں نے اپنے مقدور بھر نیک نیتی سے اُسکو ادا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اسکے ساتھ ہی اس امر کی توضیح بھی ضروری ہے کہ میں نے آجتک اپنی ذات کیلئے گورنمنٹ سے کبھی فائدہ حاصل نہیں کیا۔ اور نہ ہی کوشش کی۔ میری خدمات کا دائرہ اپنے حلقہ انتخاب کے چند ضلعوں تک محدود نہیں رہا۔ میں نے مالابار سے لیکر صوبہ سرحد تک اور ہندوستان کے اندر اور باہر بغیر کسی سیاسی، مذہبی، شہری اور دیہاتی تفریق و تمیز اور فرقہ بندی کے تمام کلمہ گو مسلمانوں کے اسلامی اور ملکی حقوق کی نگہداشت کو اپنا فرض سمجھا ہے اور اسی بنا پر آپ نے قریباً تمام اخبارات کو بلالحاظ میری تجاویز و سوالات کی تائید و حمایت میں سرگرم دیکھا ہوگا اور گذشتہ تین سال کی پوری مدت میں ایک واقعہ بھی ایسا نہیں کہ کسی اخبار نے میری اسمبلی کی تجویز کی مخالفت کی ہو۔ اور یہی وجہ ہے کہ صوبہ پنجاب کی پوسٹل یونین نے ۱۹۲۵ء میں مجھے اپنی صدارت کا فخر بخشا۔ میری مستقل پالیسی یہ ہے کہ مسلمانان ہندوستان میں کامل وحدت کا اتفاق و اتحاد ہو۔ اور ساتھ ہی ہمارے تعلقات دوسری اقوام کے ساتھ نفرت و عناد کا پہلو اختیار نہ کریں۔ (باقی ...)

برسات کے بعد ملیریا شروع ہوتا ہے

یہ موذی مرض انسان کو بالکل ناکارہ کر دیتا ہے۔ ایک ہی بخار کے حملہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے طاقت کھینچ لی ہے [illegible]
جاتی ہے افسوس کہ ہمارے ملک کے لوگوں نے ابھی تک نہیں سمجھا ہے کہ ملیریا کیا ہے [illegible]
[illegible] ہو جاتا ہے؟

ملیریا کا مفصل ذکر رسالہ ملیریا میں ہے جو کہ بقیمت ۵/ مندرجہ ذیل پتہ سے مل سکتا ہے اور رفاہ عام کے واسطے [illegible]
ایک چھوٹا سا رسالہ ملیریا اور موسمی بخار مفت بھی لکھا ہے جو کہ طلب کرنے پر مفت بھیجا جاتا ہے۔

عرق بخار

جسکی تین دن میں ۸ خوراک کھانے سے ۹۹ فیصدی حالتوں میں ملیریا کا بخار دور ہو جاتا ہے [illegible]
[illegible] اگر ملیریا کے دنوں میں اسکی نصف یا ایک خوراک روزانہ پی جاوے تو ملیریا نہیں ہوتا۔ قیمت ۸ [illegible]
المشتہر: مینیجر امرت دھارا اوشدھالیہ امرت دھارا بلڈنگ امرت دھارا روڈ [illegible] لاہور

سرمہ نور العین

مقوی و مجلی دافع حرارت و تبخیر

مصدقہ و مجربہ مولانا ابو الوفا ثناء اللہ صاحب و مولوی محمد علی صاحب واعظ پنجاب۔ قیمت فی تولہ [illegible]

حکیم محمد داؤد منیجر دواخانہ نور العین ریاست مالیر کوٹلہ

اسلامی دوکان

[illegible] ریشمی قسمری ساڑھی [illegible]
[illegible] ریشمی شہدی لنگی [illegible]
[illegible]
[illegible] انشاء اللہ مال باضابطہ اور خوبصورت روانہ کیا جائیگا۔

سید عباس علی شاہ احسان اینڈ کمپنی سوداگران لودھیانہ (پنجاب)

بڑھیا کپڑا منگاؤ

ریشمی [illegible] ریشمی شہدی لنگی [illegible]
کناروں والے نہایت ہی خوبصورت [illegible]
[illegible] مکمل فہرست ہر قسم کے کپڑوں کی کارڈ آنے پر مفت ارسال کیجاتی ہے۔ (ملنے کا پتہ)

منیجر سودیشی کھدر پرچارک کمپنی لودھیانہ (پنجاب)

دوائے جریان

جریان و احتلام وغیرہ عوارضات کو رفع کرنے میں نہایت مفید [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] قیمت [illegible] محصول ڈاک بذمہ خریدار۔

حکیم عزیز الرحمن ابن مولانا محمد عثمان مالک شفا خانہ عزیز خلائق۔ کٹڑہ [illegible] امرتسر

مفت!

ہم [illegible] کی خدمت میں بلا قیمت [illegible]
[illegible] مجربات کا خزینہ یعنی خوبصورت

گلدستہ بہار عیش

[illegible] بالکل مفت تقسیم کر رہے ہیں
جو صاحب [illegible]
مفت طلب کر سکتے ہیں۔

منیجر شفاخانہ [illegible] ضلع گورداسپور

خیر الناس من ینفع الناس

کی تعمیل میں [illegible]
[illegible]
[illegible] پنجاب امرتسر کو مفصل حال ارسال کریں۔ اور اگر دوا کسی
قسم کی مجرب درکار ہو تو نہایت معمولی قیمت پر [illegible]
ارسال ہوگی [illegible]
قیمت تین روپیہ سے زیادہ نہ ہوگی۔ والسلام۔

خادم ملت ڈاکٹر محمد فاضل [illegible]